السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نص قرآن : اِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا سورۃ الانعام : 145) بصیغہ حصر بتلاتی ہے کہ حلال مذبوحہ حیوانات میں سوائے دم مسفوح کے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا کھانا ناجائز ہو اور صحاح ستہ میں جو حدیث صحیح کا یہ جملہ ہے کہ وماسکت عنہ فعفواس سے بھی واضح ہے کہ کتاب اللہ نے جس چیز کو ممنوع اور ناجائز نہیں بتایا ہے وہ حلال اور مباح الاکل ہے ۔

آں حضرت ﷺ کے زمانہ میں برابر جانور ذبح ہوتے تھے ۔ اور عام خوراک کی گوشت تھی اگر کوئی شۓ مکروہ ہوتا تو ضرور محدثین اپنی کتابوں مین اس کو درج کرتے مگر کہیں نہیں ہے ۔ مگر درمختار میں ذیل کی حدیث ہے روی الاوزاعی عن واصل بن ابی جمیلة عن مجاھد قال : کرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الشاۃ الذکر الاثنیین والقبل والغدۃ والمرارۃ والمثانۃ والدم پس عرض یہ ہے کہ اہل حدیث کے علما اسے مانتے ہیں یا نہیں؟ اور اوزاعی جس نے یہ حدیث روایت کی ہے ان کی بھی کوئی کتاب ہے یا نہیں؟ فقہاء کی حدیث قابل عمل نہیں ہے جب تک محدثین کی کتابوں سے ان کا ثبوت نہ ملے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنوی اپنے فتوی 2/105 میں لکھتے ہیں کہ ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت اس کی حرام مغز کی تنزیہی ہے نہ تحریمی ۔ حنفیہ حرام مغز حصصیتن مصانہ پتا وغیرہ کی کراہت پر دلیلیں پش کرتے ہیں : قالفی الحادی : والحرام منہا واحد وہوالدم المسفوح لقولہ تعالی (حرمت علیکم المیتۃ والدم الخ والباقی من السبعۃ مکروہ لانہ ممایستخبثہ وماسوی ذلک مباح علی اصلہ لان اصلہ لان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ انتہی

لیکن یہ دلیل قابل التفات واعتبار نہیں کیونکہ جب کسی جانور کو شریعت نے حلال ومباح کر دیا تو اس کے سارے اجزا ہمارے لئے حلال وطیب ہیں اور اس کی کوئی چیز حرام وغیرہ طیب نہیں ۔ ہاں جس جزا ور حصہ کو خود شریعت نے حرام یا مکروہ بتلایا ہے وہ بلاشبہ حرام یا مکروہ ہوگا اور ہمارے نفوس اور طبائع کا بعض اجزا کو مکروہ وخبیث سمجھنا کوئی چیز نہیں کہ نفوس یا مکروہ بتلایا ہے وہ بلاشبہ حرام یا مکرواور حرمت اور کراہت واباحت کے معاملہ میں انسانی نفوس وطبائع کو مرجع نہیں قرار دیا اورنہ ہم کو اس کی اجازت دی کہ جس چیز کو ہمار طبیعتیں خبیث خیال کریں تو اس چیز کو ہم شرعا حرام یا مکروہ سمجھیں ۔

دوسری دلیل مجاہد کی وہ روایت ہے جو سوال میں درج ہے لیکن یہ دلیل بھی علماء حدیث کے نزدیک قابل اعتبار دووجہ سے طبیعتیں خیال کریں تو اس چیز کو ہم شرعا ت حرام یا مکروہ سمجھیں ۔

دوسری دلیل مجاہد کی وہ روایت ہے جو سوال میں درج ہے لیکن یہ دلیل بھی علماء حدیث کے نزدیک قابل اعتبار نہیں دووجہ سے اورل : اس حدیث کو امام ابوداود نے اپنی مراسیل میں روایت کیا جس کے الفاظ یہ ہے ہیں ۔ (عن مجاھد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرہ من الشاۃ سبعا المثانۃ والغدۃ والذکر والحیاء والاثنیین (کتاب المراسیل ص 45) اور حدیث مرسل کے قابل استدلال ہونے میں علمائے سلف کا اختلاف مشہور ہے ۔

علماء اہل حدیث کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حدیث مسرسل حجت نہیں ۔ امام شافعی بعض صورتوں میں اس کو حجت مانتے ہیں ۔ چنانچہ امام نووی مقدمہ شرح المہذب مین لکھتے ہیں : قال الشافعی واحتج بمرسل کبائر التابعین اذا اسند من جہۃ اخری اوارسلہ من اخذ عن غیر رجال الاول اووافق قول الصحابی وافتی اکثر العلماء بمقتفناہ الخ (قواعد التحدیث 120

درحقیقت یہ ہے کہ ان صورتوں میں کوئی صورت بھی مجاہد کی اس مرسل روایت کے بارے میں متحقق نہیں پس حدیث مرسل کے بارے میں جن علماء امت نے اعتدال اور تفصیل کی راہ اختیار کی ہے ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج نہیں ہوگی ۔

اس مرسل روایت کی پوری سند ہمارے سامنے نہیں ہے معلوم نہیں کہ اس کی سند کیسی ہے؟ اور جب تک یہ نہ معلوم ہوجائے ایسی حدیث سے کی چیز کی حرمت اور اکراہت نہیں ثابت کی جاسکتی ۔ خلاصہ یہ کہ دونوں (2) دلیلیں کراہت کی ناقابل اطمینان ہیں اور دم مسفوح کے علاوہ حلال جانور کی کی چیز کی حرمت یا کراہت کسی صحیح یا مرفوع روایت سے ثابت نہیں اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وماسکت عنہ عفو (ابوداود وغیرہ) پس حلال جانور کے تمام اجزاء علاوہ دم مسفوح حلال اور مباح ہیں ۔

عبدالرحمن بن عمر الاوزاعی المتوفی 185ھ ملک شام کے بعت بڑے امام اور مجتہد فقیہ اور محدث تھے ۔ ستر ہزار مسائل اوراستفتا کے جواب دیۓ ۔ ان کی کوئی کاب نہیں البتہ ان کے بعض رسائل کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو دنیا سے ناپید ہوگئے ہیں ۔ بے شک فقہاء کے کتابوں میں مدرج حدیث قابل اعتبار نہیں جب تک کہ ان کے سند نہ معلوم ہوجائے خواہ یہ فقہاء کتنے ہی جلیل القدر کیوں نہ ہوں قال علی القاری فی رسالۃ الموضوعات ص : طبع القسطنطنیۃ : حدیث من قضی صلوتہ من الفرائث فی آخرجمعتہ من رمضان کان جابر لکل صلوۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین منہ باطل قطعا والاعبرۃ وعلاعبرۃ بنقل صاحب النہایۃ وغیرہ من بقیۃ شراح الہدایۃ فانہم لیسوامن المحدثین والااسندواالحدیث الیی احد من المخرجین انتہی

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری]

جلد نمبر 2۔کتاب الأضاحی والذبائح

صفحہ نمبر 414

محدث فتویٰ